R.E.G.D NO 5254

250

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

روزنامہ

الفضل لاہور

یوم شنبہ

فی پرچہ ۲

جلد ۳ | ۱۸ امان ۱۳۲۸ ہش مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۴۹ء | نمبر ۶۴

اخبار احمدیہ

لاہور ۱۷ مارچ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

— حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت سردرد و ضعف کی وجہ سے علیل ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

— مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب کو رات بہت بے چینی رہی۔ صبح سے طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ مگر عام حالت ابھی پوری طرح خطرے سے باہر نہیں ہوئی۔ احباب دعا جاری رکھیں

محترم نواب عبداللہ خانصاحب کی علالت

مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔ محترم نواب صاحب کی حالت پہلے جیسی ہے۔ لہٰذا احباب جماعت اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست ہے۔ کہ نواب صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اور حتی الامکان اپنی اپنی جگہوں پر اجتماعی دعاؤں کا انتظام فرماویں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

وزیر اعظم سرحد کا اعلان

”ہم بے رحم اور سنگدل امراء کی دولت غرباء میں تقسیم کر دیں گے“

پشاور ۱۷ مارچ۔ سرحد اسمبلی نے آج تمام ضمنی مطالبات زیر بحث لائے بغیر منظور کر لئے۔ صوبے میں خوراک کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے وزیر مال میاں جعفر شاہ نے گیہوں اور مکئی کی تھوک قیمتوں میں کمی کرنے کا اعلان کیا یہ کمی دو روپے فی من سے لے کر پانچ روپے فی من تک ہوگی۔ آپ نے کہا۔ حکومت اس وقت سے لے کر فصل کے خاتمے تک بیس لاکھ روپیہ صوبہ کی خوراک پر خرچ کریگی حکومت تہیہ کر چکی ہے۔ کہ وہ عوام کو غذائی مشکلات سے نکالنے میں ہر ممکن مدد دیگی۔ قیمتوں میں کمی کرنے کا اعلان اس سلسلے کا ابھی پہلا قدم ہے۔ حکومت ایک عرصہ سے جن زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی ان سے اب آزاد ہو چکی ہے۔ وہ اب عوام کی حالت بہتر بنانے کے سلئے بلا روک ٹوک قدم اٹھائے گی۔

اس مرحلے پر وزیر اعظم خان عبدالقیوم نے کہا۔ حکومت نے اب تہیہ کر لیا ہے۔ کہ وہ بے رحم اور سنگدل امراء کی تھیلیوں کے منہ کھول دیگی۔ اور انہیں غرباء میں تقسیم کر کے رہے گی۔

روس سے اور گندم آ رہی ہے

کراچی ۱۷ مارچ۔ پاکستان نے روس سے جو ۵۵ ہزار ٹن گندم خریدی ہے۔ امید ہے۔ کہ اسکی ساری مقدار اس ماہ کے آخر تک کراچی آ جائیگی۔ اس میں سے ۳۲ ہزار ٹن مغربی پاکستان میں اور ۲۳ ہزار ٹن مشرقی پاکستان میں بھیجی جائیگی۔

”میں نے دولتانہ کو استعفیٰ دینے کیلئے نہیں کہا“ خلیق الزمان

لاہور ۱۷ مارچ۔ چودھری خلیق الزمان صدر آل پاکستان مسلم لیگ نے ایک بیان میں کہا۔ میں نے ہرگز میاں ممتاز دولتانہ کو صدارت سے استعفیٰ دینے کے لئے نہیں کہا۔ اور نہ ہی میں آئینی لحاظ سے ایسا کر سکتا تھا۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا۔ میں جس غرض سے یہاں آیا ہوں۔ مجھے اس میں کامیابی کی پوری

سندھ اسمبلی کا غیر مسلم ڈپٹی سپیکر

کراچی ۱۷ مارچ۔ آج تیسرے پہر سندھ اسمبلی نے مخالف پارٹی کے لیڈر مسٹر وشنو داس کو متفقہ طور پر ایوان کا ڈپٹی سپیکر منتخب کر لیا۔ اس موقع پر سیٹھ یوسف عبداللہ ہارون نے ڈپٹی سپیکر کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ متفقہ طور پر ایوان نے اقلیت کے نمائندے کو ڈپٹی سپیکر منتخب کیا۔ ڈپٹی سپیکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اقلیتوں کے دل میں اگر کوئی غلط فہمی تھی۔ تو وہ میرے انتخاب سے دور ہو جانی چاہیئے۔

قاہرہ کے تجارتی مشن کا عزم پاکستان

قاہرہ ۱۶ مارچ۔ پاکستان۔ ہندوستان اور انڈونیشیا میں اقتصادی اور تجارتی مسائل کا مطالعہ کرنے کے لئے بنک آف مصر کے ڈائرکٹر عبدالرحمٰن حمزہ پاشا رمزی ابو سیف رمزی بے اور مصطفیٰ احسن السندی یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں۔ (استار)

مصر میں اسلامی کردار پیدا کرنے کی سعی

قاہرہ ۱۶ مارچ۔ مصر کے مفتی شیخ حسنین مخلوف نے استار کے نمائندہ کو بتایا۔ کہ حکومت مصر اسلامی کردار پیدا کرنے کے لئے تعلیمی نظام میں دوررس تبدیلیاں پیدا کرنے کی اسکیم تیار کر رہی ہے۔ توقع ہے۔ کہ ان تبدیلیوں سے شر انگیز اور مفسدانہ اصولوں خصوصاً کمیونزم کا مقابلہ کیا جائے گا۔ (استار)

افسران بحالیات کو مہاجرین سے میل جول پیدا کرنا چاہیئے

لاہور ۱۷ مارچ۔ سر فرانسس موڈی گورنر مغربی پنجاب نے لاہور میں آج افسران بحالیات کی دو روزہ کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے مہاجر کاشتکاروں کی عارضی مستقل نوآبادی کے کام کے بارہ میں اہم ہدایات دیں۔ ہز ایکسلنسی نے افسروں کو بتایا۔ کہ ان کا اہم کام یہ ہے کہ وہ اراضی پر آباد مہاجرین میں یہ احساس تحفظ پیدا کریں۔ کہ جن اشخاص کو قواعد کے مطابق اراضی الاٹ ہو چکی ہے۔ اور وہ اسے زیر کاشت لا کر لگان ادا کر رہے ہیں۔ انہیں ان کی مرضی کے خلاف ایسی اراضی سے ہٹایا نہیں جائے گا۔

دوسری بات جس پر ہز ایکسلنسی نے زور دیا یہ تھی۔ کہ بندوبست کے کام میں عجلت سے کام لیتے ہوئے فوری طور پر کچھ نتائج دکھائے جائیں۔ اس مقصد کے پیش نظر افسروں کو متعلقہ معاملات پر فوراً کارروائی کرنی شروع کر دینی چاہیئے۔ تاکہ لوگوں میں یہ توی احساس پیدا ہو جائے۔ کہ ان کی شنوائی کی باری بھی آنے والی ہے۔

آخر میں گورنر نے کہا۔ کہ افسران کو چاہیئے۔ کہ دورہ کرتے وقت اپنے وقت کا کافی حصہ مہاجرین سے میل جول پیدا کرنے کی سعی میں صرف کیا کریں۔ انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کا واسطہ ایسے لوگوں سے ہے۔ جو اپنے گھروں سے بے گھر ہو کر آئے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر پریشان خاطر ہیں۔ ان لوگوں پر ابھی تک خوف و ہراس طاری ہے۔ آپ لوگوں کو ان سے بردباری سے پیش آنا چاہیئے۔

فلسطین میں دوبارہ جنگ ہو کر رہیگی

بغداد ۱۷ مارچ۔ عرب لیگ کی مجلس انتظامیہ کے لبنانی صدر نے ایک بیان میں کہا۔ عرب حکمرانوں سے بات چیت کرنے کے بعد مجھے اس بات کا یقین ہو گیا ہے۔ کہ فلسطین میں دوبارہ جنگ ہو کر رہے گی۔ عرب حکمرانوں نے محسوس کر لیا ہے۔ کہ یہودی موجودہ فتوحات سے مطمئن نہیں ہیں۔ اور مختلف بہانوں سے مزید علاقہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں عرب بھی دوسری جنگ کے لئے منظم ہو رہے ہیں۔

مہاجرین سے لگان کی وصولی

لاہور ۱۷ مارچ۔ حکومت مغربی پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ مہاجرین سے فصل خریف ۱۹۴۸ء کے لئے مالیہ کا صرف تین گنی بطور لگان وصول کیا جائیگا۔ مقامی مزارعان پہلے کی طرح مالیہ کا

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

پرنٹر و پبلشر مسعود احمد بی۔ اے نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ سے شائع کیا۔

تحریک چندہ تعمیر مکانات غرباء

میں
آپ کے وعدہ کا انتظار ہے!

احباب کرام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ رویاء جس کی بنا پر حضور نے ربوہ میں غرباء کیلئے مکانات تعمیر کرنے کی تحریک فرمائی ہے تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔ اپنے غریب اور اجڑے ہوئے بھائیوں کی امداد ایک قومی فرض ہے اور بالخصوص جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے گذشتہ فسادات میں محفوظ رکھا ہے ان پر سب سے زیادہ ذمہ واری عائد ہوتی ہے مصیبت کے وقت اپنے بھائی کی امداد اللہ تعالیٰ کے حضور ایک مقبول فعل ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"مصیبت کے وقت جو لوگ اپنا مال دوسروں کیلئے خرچ کرتے ہیں انہیں کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے قرب کی راہیں کھولتا ہے۔"

امید ہے دوست اس موقعہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ ایک مکان پر خرچ کا کم سے کم اندازہ چار سو روپے کا ہے۔ ہر صاحبِ استطاعت دوست کو کم از کم ایک مکان کا خرچ برداشت کرنا چاہئیے۔ جملہ رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ چنیوٹ کے نام ارسال فرمائی جائیں وعدے کی اطلاع سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور یا براہ راست دفتر ہذا کو مندرجہ ذیل پتہ پر دی جائے۔

نائب وکیل المال تحریک جدید جودھامل بلڈنگ لاہور

روزنامہ الفضل

۲۵۱

۱۸ مارچ ۱۹۴۹ء

طریق اصلاح

ایک لوکل معاصر نے چوہدری خلیق الزمان کے بیان پر کہ لیگ کونسل کا اجلاس بلایا جائے۔ اور اسکو موقعہ دیا جائے۔ کہ وہ موجودہ قیادت کو بدل دے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ

"یہ تبدیلی قیادت کا پھاہا کس طرح اس جسم کو درست کر دے گا۔ جس کا حال یہ ہے کہ

"ہمہ تن داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

اپنے اس خیال کو مثالوں سے ثابت کرنے کے بعد معاصر لکھتا ہے۔

محض کونسل کا اجلاس طلب کرنے سے کام نہیں چلے گا۔ اور محض تبدیلی سے کھویا ہوا وقار بحال نہیں ہوگا۔ حقیقت میں ضرورت اس کی ہے۔ کہ لیگ کے نظام کو اوورہال کیا جائے اور قوم میں سے اس صالح عنصر کو برسراقتدار لایا جائے جو غیر صالح عنصر کی وجہ سے نہیں ابھر سکتا۔

اب اگر چودھری صاحب کا نسخہ غلط ہے۔ اور بیماری کا صحیح علاج نہیں ہے۔ تو معاصر کا نسخہ بھی نہایت عجیب و غریب ہے۔ معاصر نے "ہمہ تن داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم" کے اثر کو صرف لیگ تک ہی محدود سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو اسکو ماننا پڑے گا۔ کہ ہمہ تن داغ داغ کی حالت تمام قوم پر طاری ہے۔ لیگ ایک عوامی جماعت ہے۔ اور اس میں شامل ہونے کی شرائط اتنی وسیع ہیں۔ کہ ہر مسلمان اس میں شامل ہو سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ صالح عنصر جس کی طرف معاصر کا اشارہ ہے کہاں ہے۔ اور اگر کوئی ایسا عنصر موجود ہے۔ تو وہ کیوں مسلمانوں کی اس سب سے بڑی تنظیم میں شامل ہو کر قوم کو اپنی ذات سے مستفید نہیں کرتا۔ کیا وہ اس انتظار میں بیٹھا ہوا ہے کہ غیر صالح عنصر آکر اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچے گا۔ کہ آئیے آپ اپنی ذات سے ہمیں مستفید فرمائیے۔ تو معاصر کو سوچنا چاہیئے۔ کہ کبھی دنیا میں ایسا ہوا ہے؟ اور پھر ایسا عنصر جو خود آگے نہیں آ سکتا۔ اور دوسروں کی دعوت کا منتظر ہے صالح عنصر ہو ہی کس طرح سکتا ہے یہ تو قومی کام ہے۔ کوئی برادری یا بھائی چارہ یا رشتہ داری کا معاملہ نہیں کہ آدمی ڈھڑ کر الگ الگ پڑا پھرے۔ اور جب تک منتوں سماجتوں سے نہ منایا جائے نہ ہٹے۔

جب سے لیگ نے مسلمانوں کی فلاح کا کام ہاتھ میں لیا ہے۔ اس کے دروازے ہر اس شخص کے لئے کھلے چلے آئے ہیں۔ جو اس کی کشمکش میں حصہ لینے کا خواہشمند ہوا ہے۔ جہاں تک ہمارا مشاہدہ ہے ہم نے تو لیگ کو کسی شخص کو دھتکارتے نہیں دیکھا۔ جو بھی آیا ہے خواہ اس کی پہلی زندگی کیسی بھی ہو۔ اس نے اسکو خوش آمدید کہا ہے اور اپنے ساتھ اسکو گھل مل جانے کا موقعہ دیا ہے۔ اور غور کیا جائے۔ تو اسکی کامیابی کا راز بھی یہی ہے۔ کہ اس نے کسی مسلمان کے لئے دروازہ بند نہیں کیا۔ اس طرح اس نے ایک گراں قدر اکثریت بنائی۔ اور باوجود بعض مخالف عناصر کی مذبوحی حرکات کے اس نے وہ کامیابی حاصل کر لی۔ جس سے اب وہ مخالف عناصر بھی جو چپہ چپہ پر اسکی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعض اندرونی جھگڑوں کی وجہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں لیگ کے اندر بے شک پارٹی بازی ہے مان لیا کہ اس وقت اس میں جو برسراقتدار ہستیاں ہیں وہ یہی نہیں کہ مثالی نہیں بلکہ غیر صالح بھی ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ ان کو کس نے برسراقتدار آنے دیا۔ بے شک وہ جوڑ توڑ سے برسراقتدار آگئی ہیں۔ پھر سوال یہ ہے۔ کہ جس سوسائٹی میں جوڑ توڑ کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور غیر صالح لوگ جوڑ توڑ سے برسراقتدار آ سکتے ہیں۔ اس سوسائٹی سے یہ امید رکھنا کہ وہ صالحین کو برسراقتدار لائے بچپن نہیں تو اور کیا ہے۔

حقیقی علاج یہ نہیں ہے کہ لیگ کو اوورہال کیا جائے۔ یا لیگ کے نظام، نصب العین اور مزاج کو بدلا جائے۔ بلکہ حقیقی علاج یہ ہے کہ اس سوسائٹی کے نظام، نصب العین اور مزاج کو بدلا جائے۔ جس میں ایسی اکثریت والی تنظیم کامیاب ہو سکتی ہے۔ جب سوسائٹی کا یہ حال ہے تو آپ لیگ کو ایک دفعہ نہیں پچاس دفعہ نظام نصب العین اور مزاج بدل بدل کر اوورہال کر کے دیکھیں۔ ہر بار نتیجہ ایک ہی نکلے گا۔ وہی لوگ یا اسی قسم کے لوگ برسراقتدار آئیں گے۔ جس قسم کے اب ہیں۔ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ صالحین کا برسراقتدار آنا ہر بار ویسی ہی ٹیڑھی کھیر بنا رہے گا۔ جب کہ اول بار تاریخ عالم میں ایک بھی دینی یا دنیاوی ایسی مثال موجود نہیں ہے۔ کہ کسی سوسائٹی کی اکثریت کے مزاج کے مخالف کوئی دوسرا مزاج رکھنے والی جماعت برسراقتدار آئی ہو۔ اور اگر اتفاقاً آ بھی گئی ہو۔ تو نیچے گرا دی گئی ہو۔ اگر خلافت راشدہ کے عہد میں صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ وغیرہم صالحین برسراقتدار آ گئے تھے۔ تو اس لئے آ گئے تھے کہ سوسائٹی کا نظام۔ نصب العین اور مزاج ان کے موافق تھا۔ اگر سوسائٹی گندی ہوتی تو خواہ وہ کتنے بھی صالح ہوتے۔ ان کا برسراقتدار آنا ناممکن تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ ان صالحین کو بھی اپنا وطن چھوڑ کر اس سے ڈھائی سو میل ہجرت کر کے جانا پڑا۔ اور اپنی بستی الگ بسانا پڑی۔ اگر جو معجزہ معاصر چاہتا ہے کہ اب ہو جائے ہو سکتا تو اس عہد سے بڑھ کر اسکے رونما ہونے کا اور کونسا موزوں تر موقعہ ہو سکتا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تو کوئی اس وقت صالح نہیں تھا۔ پھر آپ کو تو اس وقت کی سوسائٹی کے راہنماؤں نے خود حکومت پیش بھی کی تھی۔ اگر ایک یا چند صالحین کے برسراقتدار آنے سے کام چل سکتا۔ تو کیوں نہ آنحضورؐ ائمہ کفر کی یہ پیشکش منظور کر لیتے۔ لیکن نہیں آنحضورؐ نے اسکو ٹھکرا دیا۔ شرائط کا سوال غیر محل ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر آنحضور علیہ السلام کو یقین ہوتا کہ چند صالحین کا اقتدار ایسی سوسائٹی میں قائم رہ سکتا ہے۔ تو شرائط میں کچھ تبدیلی کرا کر شائد مان بھی جاتے۔ لیکن آپ جانتے تھے کہ ایسی گندی سوسائٹی میں صالحین کا اقتدار قائم رہ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے آپ نے صاف انکار کر دیا۔ ایک دن تو کیا ایک منٹ ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتا تھا۔

اب معاصر چاہتا ہے کہ جس چیز کو آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ناقابل عمل سمجھ کر رد کر دیا تھا اس چیز کو قبول کر لے۔ معاصر کا مشورہ ہے کہ قوم میں سے صالح عنصر کو برسراقتدار لایا جائے یعنی ایک قوم جو "ہمہ تن داغ داغ" ہے چند تندرست آدمیوں کو چن لے اور ان کے ہاتھ میں زمام اقتدار سونپ دے۔ اور ان سے کہے کہ "ہمہ تن داغ داغ" قوم کو بھی اپنے جیسا تندرست بنا دیجئے۔ اگر "ہمہ تن داغ داغ" جماعت میں اتنی انتخابی صلاحیت ہوتی۔ تو پھر رونا ہی کاہے کا تھا۔ معاصر کو ایسا نیک مشورہ دینے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ اگر اہل مکہ میں انتخاب کی صلاحیت ہوتی۔ تو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حکومت کی پیشکش کرتے وقت شرائط کیوں لگاتے ہمیں حیرانی ہے۔ کہ معاصر کس سادگی سے فرماتے ہیں کہ موجودہ سوسائٹی شرائط کے بغیر ہی زمام اقتدار صالح عنصر کے ہاتھ میں سونپ دے۔ سوسائٹی کی ایسا ہی سر پھر گیا ہے کہ وہ اپنے بت بھاتے بتوں کی اس آسانی سے شکست و ریخت قبول کر لے۔ کبھی ایسا پہلے بھی ہوا ہے۔ ہرگز نہیں۔ آپ کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ بقول خود ٹاٹ کو کمخواب کا پیوند لگانے سے ٹاٹ کمخواب کس طرح بن سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ معاصر کا نظریہ اصلاح قوم ہی الٹا ہے۔ آپ حقیقی اصلاح نفس کے قائل ہی نہیں۔ آپ کے لئے تو بس یہی کافی ہے۔ کہ ڈنڈے کے زور سے اصلاح کی ایک ظاہر صورت پیدا ہو جائے اندر خواہ پھوڑا ایکتا رہے۔ آپ اس اصول سے شائد واقف نہیں ہیں۔ کسی سوسائٹی کے قیام کا انحصار ان اصولوں پر اکثریت کا ایمان ہوتا ہے جن پر وہ قائم ہوتی ہے۔ ڈنڈا تو محض استثنائی حالات کے لئے ہوتا ہے۔ اور اگر ڈنڈے کے زور سے کچھ دیر تک کسی مخالف مزاج سوسائٹی پر اقتدار قائم کر بھی لیا جائے۔ تو وہ دیرپا نہیں ہوتا۔ انگریزوں جیسی با اقتدار قوم کو بھی اس اصول کے سامنے ہتھیار رکھ دینے پڑے ہیں۔ بیچارے چند صالحین کی تو جن کو معاصر برسراقتدار لانے کی سفارش کرتا ہے ہستی ہی کیا ہے۔ جب پہاڑ کے سینہ میں تمام آتش فشاں مادہ ہی بھرا ہو۔ اگر وہ پھوٹ نکلنے پر آئے۔ تو بڑی بڑی چٹانیں بھی اسکو نہیں روک سکتیں چند کنکر تو کیا کر لیں گے۔

ہم معاصر کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ یہ اوپر سے ٹھونسنے والا اصلاح کا طریق سراسر غلط ہے۔ اور تضیع اوقات کے سوا کچھ بھی نہیں "ہمہ تن داغ داغ" سوسائٹی کبھی صالح عنصر کو برسراقتدار لانے کے لئے راغب نہیں ہوگی۔ اور اگر لے بھی آئے۔ تو اس کا چنداں فائدہ نہیں ہوگا۔ حقیقی کام یہی ہے کہ سوسائٹی کے نظام نصب العین اور مزاج کو تبدیل کیا جائے۔ اور بجائے اسکے کہ صالح عناصر کے برسراقتدار لانے کی غیر صالح سوسائٹی سے بھیک مانگی جائے ایسی سوسائٹی پیدا کرنے میں اپنا سارا وقت صرف کیا جائے۔ جو امانت کو اسکے اہلوں کے سامنے خود پیش کر دے۔

مقدمہ میں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست

لیگوس نائیجیریا مغربی افریقہ میں مخالفین نے جماعت کے خلاف ایک مقدمہ عدالت میں دائر کیا تھا جس کا نتیجہ ان کے خلاف نکلا اور خدا تعالےٰ نے اپنے سلسلہ کا بول بالا کیا۔ اب مخالفین نے اس فیصلہ کے خلاف اپیل کی ہے جس کی سماعت عنقریب ہونے والی ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ ہماری جماعت کو شاندار کامیابی عطا فرمائے۔

وکیل التبشیر

یَارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

جمال و حسنِ قرآن نورِ جانِ ہر مسلمان ہے ٭ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

(المسیح الموعودؑ)

(از خواجہ خورشید احمد صاحب مجاہد سیالکوٹی واقف زندگی)

الفضل ۹ مارچ کی اشاعت میں زیر عنوان "ترکی میں احیائے اسلام" جو ادارتی نوٹ شائع ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ حال ہی میں ترکی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کے متعلق جب بعض ممبران پارلیمنٹ نے پارلیمنٹ میں سوال اٹھایا تو اس کے جواب میں محکمہ مذہبیات میں سے ایک اعلیٰ افسر نے کہا کہ اس زبان میں قرآن کریم کا کما حقہ ترجمہ نہیں ہو سکتا۔

اس امر سے صاف پتہ چلتا ہے کہ غیر تو غیر خود مسلمان کہلانے والے قرآن مجید کو عملاً ایسی قدر و منزلت کی نگاہ سے نہیں دیکھ رہے جیسا کہ انہیں دیکھنا چاہیئے تھا۔ مسلمانوں کو اتنا تو سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ وہ قرآن پاک جس نے اقوام عالم کو درس توحید دیا جس نے دنیا میں بڑے بڑے روحانی انقلاب پیدا کر دئے۔ جس نے مسلمانوں کو صدیوں تک ملکوں کی حکمرانی بخشی۔ جس سے یورپ جیسے مادہ پرست [illegible] نے بھی روشنی حاصل کر کے دنیا میں عظیم الشان ترقی حاصل کی۔ غرض وہ قرآن کریم جس نے [illegible]بات انسانی کی کشتی کو کفر و عصیاں کے زبردست [illegible]فان میں سے نکال کر روحانیت کے ساحل پہ [illegible] کھڑا کیا۔

ایسے محسن عظیم سے اس قدر بے رخی کیا یہ [illegible]سان فراموشی نہیں؟ یہ خدا تعالیٰ کے مقدس کلام کو [illegible]کرانا نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ کتنی دلخراش [illegible] ہے کہ اسلام کے دشمن عیسائی تو بائیبل کا ہزاروں [illegible]نوں میں ترجمہ کر دیں لیکن مسلمان کہلانے والے [illegible]آن کریم کا ترجمہ ممنوع قرار دیں اور جو کوئی اس [illegible] کام کو سرانجام دینے کی تحریک کرے اسے [illegible]ز و ملحد اور کیا کیا کچھ قرار دیا جائے۔

صرف ترکی کا ہی یہ حال نہیں کہ اس کے عالم [illegible] زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کو پسندیدہ [illegible] سے نہیں دیکھتے بلکہ قریباً قریباً تمام اسلامی [illegible] کا اور دیگر ممالک کے اکثر مسلمانوں کا بھی یہی [illegible] ہے۔ چنانچہ مولوی محی الدین احمد صاحب بی۔ اے [illegible] کتاب "روداد عمل" حصہ اول میں تحریر [illegible] تے ہیں:-

دوسری قوموں نے جہاں اپنی منسوخ [illegible] متروک کتابوں کو دنیا کی مختلف زبانوں میں [illegible] ترجمہ کرنے اور شائع کرنے کا کام پوری [illegible] مستعدی سے شروع کر رکھا ہے اور ایک [illegible] چھوڑ سینکڑوں زبانوں میں ان کو منتقل کر دیا [illegible] وہاں مسلمان اس (قرآن کریم۔ ناقل) [illegible] کے ترجمہ کرنے اور پڑھنے اور پڑھانے [illegible]

ہی کی وجہ تفسیق و تکفیر اور ضلالت و گمراہی قرار دے رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چنانچہ حضرت ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے جب قرآن حمید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا اور اس کی خبر علمائے دہلی کو ہوئی تو شہر میں کہرام مچ گیا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال نہ ہوتا تو یہ علماء اور ان کے حواری و خدام تو حضرت شاہ صاحب کو مسجد فتح پوری میں نماز عصر کے بعد شہید ہی کر چکے تھے۔" (صفحہ ۳۷)

پھر مولوی صاحب موصوف کلکتہ کی ایک مذہبی کانفرنس کا جو عربی مدارس کے نصاب میں مناسب اصلاح کرنے کے لئے عمل میں لائی گئی تھی بحوالہ کتاب "شریعۃ الحق" مصنفہ مولوی حافظ عبد الحق صاحب عظیم آبادی ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:-

"مسلمانو! رونے کا مقام اور ماتم کی جگہ ہے کہ اس جلسہ میں جتنے علماء اور شمس العلماء موجود تھے سب نے اس کی مخالفت کی اور شدید مخالفت کی۔ مسٹر جیپ ایک عیسائی اس جلسہ کے صدر تھے وہ اس اختلاف کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھ کر علماء سے کہنے لگے کہ میں تو مسلمان نہیں اور نہ عربی دان ہوں ہاں انگریزی میں میں نے قرآن کو پڑھا ہے اس میں کوئی بری بات تو میں نے نہیں پائی۔ جس کی تعلیم سے آپ مزاحمت کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اسلام اس حال کو پہنچ گیا ہے کہ مدعیان وراثت انبیاء ہی اشاعت دین اور تبلیغ اسلام سے روکتے ہیں۔ جس کی اشاعت کے لئے خود بدولت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا کچھ مصیبتیں نہیں جھیلیں۔ آج اس تبلیغ کے دروازے میں ڈھیرے تالے ڈالے جاتے ہیں۔ ووٹ میرے خلاف تھا میں ناکام رہا۔ مگر ان کی دلیل کس قدر معقول تھی جس کو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی خیال نہ فرمایا وہ یہ کہ "قرآن مجید کی تبلیغ سے سینکڑوں مذاہب پیدا ہو جائیں گے۔" (صفحہ ۳۹)

علماء کے دین کی تبلیغ و اشاعت قرآن سے عدم توجہگی کا اظہار کرنے کے بعد مولوی صاحب اسلامی ممالک کی زبوں حالی اور قرآن کریم سے بے رغبتی کا یوں ذکر کرتے ہیں کہ:-

"بلاد اسلامیہ کا حال اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے کہ ان کے نزدیک قرآن کا ترجمہ پڑھانے یا شائع کرنے کے برابر کوئی دوسرا گناہ نہیں ہو سکتا۔ افغانستان میں اس وقت تک قرآن حکیم کا کوئی ترجمہ رائج بلکہ موجود نہیں۔ ... وہ کسی سکول یا مکتب میں اس کی تعلیم (ناظرہ پڑھائی کے بدوں) داخل درس نہیں ... سلطنت ٹرکی کا تو یہ حال تھا کہ اخبار و جرائد میں اگر کبھی کسی آیت قرآنی کے اندراج اور اس سے استشہاد و استدلال یا اخذ و تمسک کی ضرورت ہوتی تو اسے بلا ترجمہ ہی شائع کرنا ضروری خیال کیا جاتا تھا۔" (صفحہ ۴۱)

مولوی محی الدین احمد صاحب بی۔ اے کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ آج کیا علماء اور کیا عوام مسلمان جو بظاہر اسلام کی محبت کے دعویدار نظر آتے ہیں کس قدر اپنے فرض منصبی سے غافل ہیں۔ اس قسم کے درد انگیز حالات کے باعث کیا زمانہ اس امر کا مقتضی نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مصلح کھڑا کیا جاتا جو از سر نو مسلمانوں میں سے ایک ایسی جماعت تیار کرتا جس کے دل میں قرآن مجید کا سچا عشق اور اس کی اشاعت و تبلیغ کا ایک زبردست جذبہ پایا جاتا۔ ہاں ایسی جماعت جو ایک طرف تو دلائل و براہین کے ساتھ قرآن مجید کی حقانیت کو ظاہر کرتی تو دوسری طرف دشمنان قرآن کے اعتراضات کا ایسا دندان شکن جواب دیتی کہ پھر سے معاندین حق کو اسلام کے مقابل آنے کی جرأت نہ ہوتی۔

سو منشاء الٰہی کے مطابق ایسا ہی ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باذن الٰہی احیائے دین و اشاعت قرآن کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے ایک سلسلہ کی بنیاد رکھی جس میں داخل ہونے والوں کے لئے علاوہ دیگر شرائط کے ایک یہ نہایت ضروری شرط قرار دی کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔

چنانچہ ہزاروں مردان خدا آپ کے حضور میں داخل ہوئے اور انہوں نے اس بات کا عہد کیا کہ ہم باطل پرستی کو مٹا کر حق پرستی کا جھنڈا بلند کریں گے۔ اور قرآن کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم کر کے چھوڑیں گے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے جماعت احمدیہ نے جہاں اپنے ذاتی مفاد کو بھلا کر اور بہت سی اسلامی خدمات سرانجام دی ہیں وہاں قرآن مجید کی اشاعت پر بھی ہزاروں روپیہ صرف کر دیا ہے اور اس وقت تک متعدد زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم شائع کر چکی اور کر رہی ہے اور اس کے مبلغین دنیا کے مختلف ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ حقائق قرآنیہ کی روشنی میں غیر قوموں کے دلوں میں قرآن مجید کا سکہ بٹھا رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی اس اسلامی خدمت کا اعتراف اگر اس کے دشمن تعصب کے باعث نہ کریں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن جہاندیدہ لوگ جنہیں دنیا کی معلومات عامہ سے آشنائی ہے اور وہ مذاہب سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس امر کا علانیہ طور پر اظہار کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے قرآن کریم کی تبلیغ و اشاعت کا کام نہایت احسن طور پر سرانجام دیا اور دے رہی ہے۔ لیکن وہ مسلمان جو قرآن مجید کی اشاعت سے بالکل غافل ہیں انہیں غور و فکر کرنا چاہیئے کہ ان کی غفلت کس قدر انہیں روحانیت سے دور لے جا رہی ہے اور وہ ایک دن اپنے مقاصد میں ناکام ہو رہے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی ساری کامیابی اور فتح کا راز قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کے کام کو سرانجام دینے میں ہی مضمر ہے۔ بار دیگر اگر مسلمانوں نے قرآن مجید کی طرف توجہ نہ دی تو یقیناً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ کہہ کر انہیں مجرم قرار دیں گے کہ یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔

ثبوت ہستی باری تعالیٰ

یا

دیدار الٰہی

از حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب موجد قاعدہ یسرنا القرآن

(سلسلہ کے لئے دیکھئے الفضل ۱۷ مارچ ۱۹۴۹ء)

اس جگہ مناسب ہے کہ عالم آخرت میں انسان کے صاحب جسم ہونے کو اور کھول کر بیان کر دیا جائے۔ سو واضح ہو کہ انسان ایک ایسی چیز ہے جو نہ تنہا روح ہے اور نہ تنہا جسم ہے۔ بلکہ جسم اور روح سے مرکب ایک چیز ہے۔ اور ان دونوں کا آپس میں ایسا شدید تعلق ہے کہ روح بغیر جسم کے تنہا انسان نہیں کہلا سکتی۔ چنانچہ جتنا جتنا نقص جسم میں ہوگا۔ اسی قدر نقص روح میں ہوگا مثلاً اگر کسی کی آنکھیں نہ ہوں تو وہ انسان کامل نہیں۔ بلکہ ناقص انسان کہلائے گا اور انسانیت کا ⅘ حصہ دار ہوگا اور اگر کان بھی نہ ہوں۔ تو اور زیادہ ناقص ہوگا اور انسانیت کا ⅗ حصہ دار ہوگا۔ اور اگر ناک کی حس بھی نہ ہو تو اور بھی زیادہ ناقص ہوگا اور انسانیت کا صرف ⅖ حصہ دار ہوگا۔ اور اگر حس ذائقہ بھی نہ ہو تو انسانیت کا ⅕ حصہ دار ہوگا۔ اور اگر حس لمس بھی نہ ہو تو وہ انسان نہیں کہلائے گا۔ بلکہ بغیر روح کے صرف گوشت پوست اور ہڈیوں کی ایک متحرک مشین ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حرکت کو روح نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ روح علم رکھنے والی شئے ہے۔ اور حرکت میں علم نہیں ہوتا۔ غرض انسان کی بنیاد حواس خمسہ پر ہے اور حواس خمسہ کا تعلق جسم سے ہے۔ پس روح بغیر جسم کے کوئی چیز نہیں اس تمام تحقیقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب انسانیت کی بنیاد جسم پر ہے تو چونکہ عالم آخرت میں یہی انسان ہوگا جو اس دنیا میں ہے نہ کہ کسی اور قسم کی مخلوق مثلاً جن یا بھوت پریت یا فرشتہ۔ تو عالم آخرت میں انسان کے لئے جسم کا ہونا ضروری ہوا اور اس جسم میں انہی حواس کا ہونا بھی ضروری ہوا جو اس دنیا میں انسان کے ہیں نہ کہ کسی اور قسم کے حواس کا اس کے علاوہ روح انسانی کو جو علم بھی حاصل ہوتا ہے۔ خواہ بیداری میں خواہ خواب میں خواہ کشف میں وہ بذریعہ حواس خمسہ کے حاصل ہوتا ہے اور حواس خمسہ کا تعلق جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا۔ جسم اور جسمانی اعضاء سے ہے پس ثابت ہوا کہ انسانی روح کا بغیر جسم کے وجود نہیں ہوتا لہٰذا انسان یا بشر مجرد روح کا نام نہیں۔ بلکہ روح اور جسم کے ایک مرکب کا نام انسان یا بشر ہے جو حواس خمسہ بھی رکھتا ہے انہی حواس خمسہ کے ذریعہ سے انسان کو دنیا کی ہر ایک شے کی معرفت اور علم حاصل ہوتا ہے

پس عالم آخرت میں اسی قسم کی اشیاء کا ہونا ضروری ہے جو اس دنیا میں ہیں۔ تاکہ حواس خمسہ ان اشیاء کو پہچان لیں جنہیں وہ اس سے قبل دنیا میں دیکھ چکے ہیں اور پہچان چکے ہیں۔ اگر وہاں اس قسم کے حواس نہ ہوئے اور اس قسم کی اشیاء نہ ہوئیں تو اس صورت میں وہاں یہ انسان نہ ہوگا۔ اگر اور قسم کی مخلوق ہوئی اور نام اس کا انسان ہو تب بھی اسے اپنے ہونے کا علم نہ ہوگا۔ . . . . کیونکہ دراصل وہ ان حواس کے نہ ہونے اور ان اشیاء کے نہ ہونے کی وجہ سے معدوم ہو چکا ہوگا۔ کیونکہ اس کی کایا پلٹ چکی ہوگی۔ غرض اس جہان میں اسی قسم کے انسان کا اور اسی قسم کی اشیاء کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ مرنے کے بعد وہاں جاتے ہی وہاں کی اشیاء کو پہچان لے۔ جس طرح وہ خواب میں آنکھ لگتے ہی عالم خواب کی اشیاء کو پہچان لیتا ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ اگر عالم آخرت روحانی ہو تو خود ایک انسان بھی ایک روحانی چیز ہوگا یہ نہیں ہو سکتا کہ عالم آخرت تو ایک غیر مرئی اور حواس خمسہ ظاہری سے نہ محسوس ہونے والی چیز ہو اور تنہا انسان اپنے جسم کو لے کر ادھر ادھر اڑتا پھرتا ہو پس اگر عالم آخرت میں انسان روحانی چیز ہوا تو نہ اس کی جسمانی آنکھیں ہوں گی نہ جسمانی کان اور نہ دوسرے جسمانی اعضاء پس جب عالم آخرت میں انسان کا جسم نہ ہوا تو نہ وہ دیکھنے والا ہوگا نہ سننے والا نہ بولنے والا اور نہ چلنے پھرنے والا تو پھر انسان کس چیز کا نام ہوگا۔ اور چونکہ جنت کی حوریں بھی جسمانی نہ ہوں گی۔ بلکہ روحانی ہوں گی اس لئے انہیں خوبصورت یا بدصورت کہنا بھی درست نہ ہوگا اور چونکہ انسان کی جسمانی آنکھیں نہ ہوں گی اور وہ دیکھنے والا نہ ہوگا اسلئے ریشم کا رنگ مقرر کرنا بھی درست نہ ہوگا۔ حالانکہ قرآن شریف نے جنت میں سبز رنگ کے ریشم کے ہونے کا ذکر کیا ہے اور حوروں کے حسن کا بھی ذکر کیا ہے۔ پھر جب کہ انسان کا جسم نہ ہوگا تو جنت میں بیٹھنے کے تخت ہونے کا کیا فائدہ۔ لیکن قرآن فرماتا ہے کہ جنت میں بیٹھنے کے تخت ہوں گے جس سے صاف ثابت ہے کہ انسان کا جنت میں جسم بھی ہوگا اور وہ تختوں پر بیٹھے گا۔ لباس پہنے گا دودھ پیئے گا شہد کھائے گا باغوں کی سیر کرے گا غرض جب کہ عالم آخرت میں انسان کے لئے اسی

قسم کے جسم کا ہونا اور اسی قسم کی روح کا ہونا اور اسی قسم کی اشیاء کا ہونا ضروری ہے جیسی کہ اس دنیا میں ہیں۔ تو ایسے جسم کے لئے اسی قسم کی لذاتِ جسمانی کا ہونا بھی ضروری ہے جیسی کہ اس دنیا میں ہیں نہ کہ کسی اور قسم کی لذات کا۔ اور عالم آخرت میں جسمانی لذات کا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اس دنیا میں انسان کے قیام کے لئے خدا تعالیٰ نے جسمانی لذّات کو پیدا کیا اور یہ مشاہدہ ہے کہ جسمانی لذّات کے بغیر انسان کی صحت قائم نہیں رہ سکتی۔ پس ثابت ہوا کہ عالم آخرت میں بھی انسان کے قیام کے لئے جسمانی لذّات کی ضرورت ہے

ایک آیت اور ایک حدیث کی تشریح

اس جگہ ایک آیت اور ایک حدیث کا صحیح اور حقیقی مطلب کا لکھ دینا ضروری ہے کیونکہ فیج اعوج کے صوفیوں نے غلط فہمیوں سے اس آیت اور اس حدیث کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ آخرت کی جنّت کی کیفیت کا کسی کو علم نہیں دیا گیا۔ وہ آیت یہ ہے:۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرّۃ اعین اور حدیث شریف کا کچھ حصہ یہ ہے:۔ لا عین رات و لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر

واضح ہو کہ اس آیت اور اس حدیث سے جو یہ سمجھا گیا ہے کہ جنت کی بناوٹ اور کیفیت کا کسی کو علم نہیں دیا گیا۔ بالکل غلط خیال ہے۔ اس غلط فہمی کی اصل جڑ یہ ہے کہ قرّۃ اعین کے معنے جنت کے اشیاء کے کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ قرۃ اعین کے معنے جنت کی اشیاء کے نہیں بلکہ اس کے معنے اس خوشی اور سرور اور لذّت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے ہیں جو جنّت کی اشیاء سے مومنوں کو حاصل ہوگی اور لفظ اخفی کا مفعول جنت کی اشیاء نہیں اور نہ جنت کی اشیاء کا اس آیت میں ذکر ہی ہے بلکہ لفظ اخفی کا مفعول قرۃ اعین ہے یعنے لذت اور خوشی اور سرور پس لفظ اخفی سے اور فلا تعلم سے یہ سمجھنا کہ جنت کی بناوٹ اور اس کی اشیاء کی کیفیت کا کسی کو علم نہیں دیا گیا اور اسے مخفی رکھا گیا ہے سخت غلطی ہے۔ قرآن شریف تو جنت کی اشیاء کے ناموں سے بھرا پڑا ہے۔ مثلاً:۔ حور۔ قصور۔ جنّت۔ انھٰر۔ شجر۔ ثمر۔ لبن۔ عسل۔ حدید۔ اساور۔ کاس۔ ذھب۔ فضہ۔ ظل۔ مآء۔ خمر۔ مسک۔ یاقوت۔ مرجان۔ فاکھہ۔ خیام۔ رفرف۔ اباریق۔ اکواب۔ لحم طیر۔ ارائک۔ عرب۔ اتراب۔ انیہ۔ قوارير۔ ولدان وغیرہ قرآن شریف کے ہی الفاظ ہیں۔ مخاطب شخص کی دیکھی ہوئی کسی چیز کا اس کے آگے صرف نام لینے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ صرف نام لینے سے ہی اس چیز کی شکل اور کیفیت اس کی نظر میں پھر جائے گی۔ چونکہ مندرجہ بالا اشیاء لوگوں نے اس دنیا میں دیکھی ہوئی ہیں

لہٰذا قرآن شریف نے ان اشیاء کے صرف نام لینے کو ہی کافی سمجھا۔ پس الفاظ اخفی اور فلا تعلم نے جنت کی اشیاء کو نہیں چھپایا۔ اب اگر سوال ہو کہ ان الفاظ نے پھر کسی چیز کو چھپایا؟ تو واضح ہو کہ ان الفاظ نے جنت کی اشیاء کی اس زیادتی لذت کو چھپایا ہے جو دنیا کی اشیاء میں نہیں پائی جاتی اور جو مومن کو صرف جنت میں جا کر حاصل ہوگی۔ اور جو انسان کے لئے حقیقی خوشی اور سرور اور لذت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہے دراصل یہاں اخفی کا مطلب دانستہ چھپانا نہیں بلکہ یہ لفظ اسلئے استعمال کیا گیا کہ دنیاداروں کو اس اعلیٰ لذّات کا علم نہیں جو جنت میں ہونگی۔ کیونکہ وہ اعلیٰ لذّات اس دنیا میں پائی نہیں جاتیں جیسا کہ فلا تعلم کے لفظ نے ہی اسبات کو کھول دیا ہے۔ غرض اس آیت اور اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جنت کی بناوٹ کی کیفیت لوگوں کو معلوم نہیں کیونکہ جنت کی اشیاء کا علم تو قرآن شریف نے جنت کی اشیاء کے بہت سے نام بتا کر لوگوں کو دے دیا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جنت کی اشیاء کی اس زیادتی لذت کا علم نہیں جو اس دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ دراصل یہ آیت اور یہ حدیث بطور ایک محاورۂ زبان کے استعمال کی گئی ہے۔ جو اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جبکہ لذت یا خوبی کی فضیلت اور اس کا اعلےٰ ہونا ظاہر کرنا مقصود ہو۔ مثلاً باورچی کہتا ہے کہ "میں ایسا اعلےٰ پلاؤ پکاؤنگا کہ آپنے کبھی کھایا نہ ہو" اب ظاہر ہے کہ پلاؤ تو آپ نے کھایا ہے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ پلاؤ کیا ہوتا ہے۔ اور اسکی لذت کا بھی آپ کو علم ہے۔ لیکن باورچی کہتا ہے کہ آپنے کبھی نہیں کھایا۔ پس ایسا کہنے سے اس کی مراد یہ نہیں کہ آپ نے پلاؤ کبھی نہیں کھایا اور آپ جانتے ہی نہیں کہ پلاؤ کیا ہوتا ہے۔ بلکہ ایسا کہنے سے اس کی مراد یہ ہے کہ ایسا لذیذ اور اعلیٰ پلاؤ آپ کو کھلاؤنگا کہ ویسا لذیذ اور اعلےٰ پلاؤ آپنے کبھی نہیں کھایا ایسا کہنے سے اسکا مطلب صرف پلاؤ کی لذت کی فضیلت کا اظہار ہے نہ اس بات کا اظہار کہ آپنے پلاؤ کبھی نہیں کھایا۔ اسی طرح ایک شخص کہتا ہے کہ خواب میں میں نے ایسی حسین عورت دیکھی ہے کہ "میں نے کبھی نہیں دیکھی"، میں نے کبھی نہیں دیکھی کہنے سے اس کی مراد یہ نہیں کہ میں نے عورت کبھی نہیں دیکھی یا حسین عورت کبھی نہیں دیکھی بلکہ ایسا کہنے سے اس کی مراد صرف یہ ہے کہ میں نے ایسی اعلےٰ حسین عورت کبھی نہیں دیکھی یہی مطلب اس آیت اور اس حدیث کا ہے یعنے جنت میں جو قرۃ اعین ہے وہ ایسی اعلےٰ ہے کہ اس دنیا میں ویسی اعلیٰ لذت کسی انسان نے نہیں چکھی اور نہ ویسا اعلیٰ حسن کسی انسان نے دیکھا ہے اور نہ ویسے اعلیٰ حسن اور ویسی اعلیٰ لذت کی کیفیت کسی نے کسی کی زبان سے سنی اور نہ ویسے اعلیٰ حسن اور ویسی اعلےٰ لذت کا خیال کسی کے دل میں گذرا۔ وہ نہ دنیا میں حواس خمسہ کی پانچوں لذتیں موجود ہیں اور لوگ انہیں جانتے ہیں آیت وَاُتُوا بِهٖ مُتَشَابِهًا بھی اس مسئلہ کو حل کر دیتی

اس آیت اور حدیث کا یہ مطلب بھی ہے کہ حواس خمسہ کے متعلق بعض لذتیں آخرت کی جنت میں ایسی بھی ہونگی جو اس دنیا میں موجود ہی نہیں۔ اس کی مثال اس دنیا میں بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ پہلے پہلے بعد بیڈ کی لذت لوگوں کو معلوم نہ تھی۔ لیکن اب لوگوں کو اس کا علم ہوگیا۔ اور مثلاً شہریوں کو بعض نعمتیں اور لذات ایسی حاصل ہیں جن کا دور کے جنگلوں کے گاؤں والوں کو بالکل علم ہی نہیں۔ چنانچہ قادیان میں ایک جلسہ سالانہ پر ایک دور کے گاؤں کی ایک ایسی عورت آئی جس نے کبھی کیلا نہیں کھایا تھا۔ اور نہ کبھی اس نے کیلا دیکھا تھا۔ دوسری عورتوں کو کیلا کھاتے دیکھ کر وہ حیران ہوتی تھی۔ آخر اس نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ انہوں نے اُسے کیلا دیا کہ کھا کر دیکھ۔ اس نے لینے سے انکار کیا۔ ہر چند عورتیں اصرار کرتی تھیں مگر وہ نہیں کھاتی تھی۔ آخر چند عورتوں نے اُسے پکڑ کر گرایا اور زبردستی کیلا اس کے منہ میں دیا۔ جب اس نے کیلے کی خوشبو سونگھی اور مزہ چکھا تو اس نے ضد چھوڑ دی۔ اور کھانے لگی جنت کی وہ نعمتیں اور وہ لذتیں جو اس دنیا میں نہیں اگر انسان کے حواس خمسہ کے علاوہ قسم کی ہوتیں۔ تو قرآن شریف میں ہرگز ان کا ذکر نہ ہوتا۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں ہے۔ کہ جس چیز کی اُسے معرفت نہ ہو اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی دانا ہی ایسی چیز کی کسی کو ترغیب اور تحریص دیا کرتا ہے جس کا اُسے کچھ بھی علم نہ ہو۔ انسان دوسرے انسان سے ایسی بات ہی کرتا ہے جسے وہ سمجھ سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے کلام میں ایسی کوئی بات نہیں فرماتا جو لوگوں کی سمجھ میں نہ آسکے۔ پس اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہی نہ تھا کہ قرۃ اعین کسے کہتے ہیں۔ اور وہ کیا چیز ہوتی ہے تو قرآن شریف میں قرۃ اعین کا لفظ نازل فرمانے کا فائدہ نہ تھا۔ اور لوگوں کو ایسا کہنے سے کہ جنت میں تمہارے لئے قرۃ اعین رکھی گئی ہے کچھ حاصل نہ تھا۔ جس شخص نے ساری عمر کبھی آم کھایا ہی نہیں اور نہ کبھی اس نے آم دیکھا ہی ہے۔ اور نہ کانوں سے اُس کا ذکر سنا ہے تو اُسے یہ کہنا کہ ہم نے تمہارے لئے سردولی کے قسم کے اعلیٰ آم رکھے ہیں۔ ایک لغو اور بے فائدہ کام ہوگا۔ کیونکہ اُسے معلوم ہی نہیں کہ آم کسے کہتے ہیں اور وہ کیا چیز ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کلام لغو سے پاک ہے۔ اس نے جنت کی ہر ایک چیز کا نمونہ اس دنیا میں دکھ دیا ہے۔ اور صریح طور پر ان تمام لذات کا ذکر قرآن شریف میں فرما دیا ہے جو آخرت کی جنت میں ہونگی تاکہ لوگوں کے دل میں اُن کی رغبت اور خواہش پیدا ہو۔ اور اُن دائمی اور دنیا کی لذات سے کیفیت میں بڑھ کر لذات کو حاصل کرنے کے لئے اس دنیا میں کوشش اور عمل کریں۔ جبھی تو اس آیت فَلَا تَعْلَمُ کے آخر میں فرمایا کہ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ جزاء کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ نتیجہ ہے کسی پچھلے عمل کا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جنتیوں کو دنیا میں جنت کی نعمتوں اور لذات کی کیفیت کا علم تھا۔ جبھی تو وہ اس کے حصول کرنے کے لئے دنیا میں عمل کرتے رہے۔ اگر وہ جنت کی حاذق کی کیفیت سے ناواقف ہوتے۔ اور اس دنیا میں جنت کی نعمتوں اور لذتوں کا نمونہ نہ ہوتا تو وہ کبھی آخرت کی جنت کے طالب نہ ہوتے اور اس کے حاصل کر لینے کے لئے کبھی کوشش اور عمل نہ کرتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

بن دیکھے کس طرح کسی مہ رخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل

خلاصہ یہ کہ یہ آیت اور حدیث صرف جنت کی نعمتوں کی دنیا کی نعمتوں پر فضیلت ثابت کرتی ہے۔ کمیت میں بھی اور کیفیت میں بھی۔ اس کے سوا اس آیت اور اس حدیث کا اور کوئی مطلب نہیں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عالم آخرت کی جنت کی اشیاء کی کیفیت کا کسی کو علم نہیں۔ اگر یہی بات ہو۔ تو دینِ اسلام کا کام چل ہی نہیں سکتا۔ غیر مذاہب میں اسلام کی تبلیغ ہی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ زیر تبلیغ شخص سب سے پہلے یہی سوال کرے گا۔ کہ مسلمان ہونے کا جو فائدہ ہے وہ مجھے بتایا جائے۔ اس کے جواب میں اگر مبلغ اُسے یہ کہے کہ مذہب اسلام نے مسلمان ہونے کا فائدہ نہیں بتایا بلکہ اُسے مخفی رکھا ہے۔ تو زیر تبلیغ شخص یہی کہے گا کہ ایسا کام کرنا جس کے فائدہ اور نتیجہ کا علم نہ ہو عقل کے خلاف ہے لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ فیج اعوج کے لوگوں نے جو معنے اس آیت اور اس حدیث کے کئے ہیں۔ اُسے ترک کر دیا جائے۔ اور زیر تبلیغ شخص کو وہ جواب دیا جائے۔ جو پیچھے رسالہ دیدار الٰہی نمبر ۱ کے شروع کے پیرے گرافوں میں بتائے گئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ایمان لانے والے کو جنت میں دائمی طور پر اور بلاکدورت طور پر وہی جسمانی لذات ملتی رہیں گی۔ جو اس دنیا میں پائی جاتی ہیں یہ فائدہ اور ایمان لانے کا نتیجہ ایسا اعلیٰ اور اصلی اور فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ کہ زیر تبلیغ شخص فوراً اسلام کی طرف رجوع کرے گا۔ کیونکہ دنیا میں ہر ایک انسان کی خواہش یہی ہے۔ کہ اُسے دائمی طور پر اور بلاکدورت طور پر جسمانی لذات ملتی رہیں خواہ وہ بچہ ہو یا بوڑھا جوان ہو یا اُدھیڑ۔ عورت ہو یا مرد۔ نیک ہو یا بد۔ جاہل ہو یا عالم۔ ولی ہو یا نبی۔ اور خود مبلغ اور زیر تبلیغ شخص کی بھی یہی خواہش ہے۔ اور یہی مراد ہے اس کے سوا انسان کی اور کوئی خواہش اور مراد نہیں اگر ہے تو اسی مندرجہ بالا مدعا کے حاصل کرنے کے اسباب اور ذرائع کی خواہش ہے۔ اور زیر تبلیغ شخص مذہب اسلام کو اس لئے بھی قبول کرے گا۔ کہ سوائے مذہب اسلام کے اور کسی مذہب نے ایمان لانے کا انجام اور فائدہ کو کھول کر نہیں بتایا۔ زیر تبلیغ شخص کی مندرجہ بالا مراد یعنی دائمی طور پر اور بلاکدورت طور پر جسمانی لذات کا ملتے رہنا صرف مذہب اسلام کے ذریعہ سے ہی پوری ہوگی نہ کسی اور مذہب کے ذریعہ سے

عورتیں پہیلیاں ڈالا کرتی ہیں۔ پہیلی ڈالنے والی عورتوں سے دوسری عورتیں پہیلی سن کر کہتی ہیں کہ اتاپتا یعنی کیا اس پہیلی کا جواب کھانے پینے کی چیزوں میں ہے یا پہننے کی چیزوں میں؟ تب پہیلی ڈالنے والی اتاپتا بتاتی ہے تو عقلمند عورت پہیلی بوجھ لیتی ہے لیکن آیت فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ الخ کے متعلق تو فیج اعوج کے صوفی کوئی اتاپتا بتاتے ہی نہیں۔ اور اس آیت کو نامعلوم جواب والی پہیلی بناتے ہیں۔ حالانکہ اسی آیت میں قُرَّةِ اَعْيُنٍ کے الفاظ صاف طور پر جنت کی کیفیت کا اتاپتا بتاتے ہیں۔ یعنی اس جنت سے جنتی کو خوشی حاصل ہوگی۔ کیونکہ قرۃ اعین کے معنی خوشی کے ہیں۔ اور یہ وہی خوشی ہے جو اس دنیا میں انسان کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ قرآن شریف نے اسی دنیا کی خوشی کو پیش کیا ہے۔ پس اب دیکھنا چاہیئے کہ اس دنیا میں کس کس چیز سے انسان کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ سو ظاہر ہے کہ لذیذ اکل و شرب کی اشیاء سے عمدہ لباس سے۔ خوبصورت عورتوں سے خوشبو والی چیزوں سے۔ غرض ان تمام چیزوں سے جو جو اس خمسہ ظاہری کے موافق ہوں انسان کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ پس جنت میں یہی چیزیں ہونگی اور وہاں انہی چیزوں سے جنتی کو خوشی حاصل ہوگی۔ اس کے سوا جنت میں خوشی حاصل ہونے کی اور کوئی صورت نہیں۔

اس آیت کی مندرجہ بالا تحقیقات سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ جنت میں جسمانی یعنی مادی لذات ہونگی دوم یہ کہ آخرت کی جنت میں وہی اشیاء ہوں گی۔ جو اس دنیا میں ہیں۔ سوم یہ کہ چونکہ جنت کی قرۃ اعین یعنی خوشی اور عیش و عشرت یعنی اس دنیا کی قرۃ اعین سے زیادہ بہتر اور اعلیٰ ہے۔ اور اس دنیا میں ویسی اعلیٰ لذت اور عیش و عشرت نہیں۔ اس لئے اس اعلیٰ لذت کی کیفیت اس دنیا میں کسی کو معلوم نہیں۔ لیکن جنت کی اشیاء کا علم سب کو ہے۔ مثلاً جس شخص نے آم تو کھائے ہیں لیکن سردلی کا آم نہیں کھایا اسے یہ تو معلوم ہے کہ وہ آم ہے انگور یا کیلا نہیں لیکن سردلی آم کے مزے سے ناواقف ہے یہی مطلب ہے فَلَا تَعْلَمُ کا (باقی)

فرانسیسی اور جرمن پڑھانے کے انتظامات اب مکمل ہو گئے

اس سے قبل چند بار جرمن اور فرانسیسی زبانوں کی تعلیم کے متعلق اخبار الفضل میں اعلان کیا جاچکا ہے۔ بالخصوص ۹ر مارچ کے الفضل میں۔ مگر افسوس ہے کہ احباب کو مایوسی ہوئی۔ ہم اُن سے معذرت خواہ ہیں۔ لیکن اب خدا کے فضل سے جگہ وغیرہ کا مکمل انتظام ہو گیا ہے۔ لہٰذا خدا کے فضل سے ۲۰ر مارچ کو تعلیم باقاعدہ شروع ہو جائے گی۔ فی الحال ہفتہ میں صرف تین روز تعلیم ہوگی۔ مگر کچھ دنوں کے بعد روزانہ کر دی جائے گی۔ اتوار کی شام کو سات بجے سے آٹھ بجے تک جرمن زبان پڑھائی جائے گی۔ اور بدھ اور جمعہ کی شام کو ۷ سے ۸ تک فرانسیسی زبان۔ یہ کلاسز تعلیم الاسلام کالج (بالمقابل ضلع کچہری) کے اُس کمرہ میں ہوا کریں گی جو سٹاف روم کے ساتھ ہے۔ (جائنٹ وکیل التبشیر)

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل جماعتوں میں احباب ذیل کو ۳۰ر اپریل ۱۹۵۰ء تک کے لئے عہدیدار منظور کیا جاتا ہے۔ جماعتوں کو یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ کہ نظارت علیا کی طرف سے صرف پریذیڈنٹوں۔ سیکرٹریوں اور امین۔ محاسب اور آڈیٹر کی منظوری دی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ باقی عہدیداروں کی منظوری ان کو براہِ راست متعلقہ دفاتر سے حاصل کرنی چاہیئے۔ مثلاً محصلین کی بیت المال سے امام الصلوٰۃ کی تعلیم و تربیت سے قاضی کی ناظم صاحب قضاء سے سیکرٹریوں کے نائب جماعت خود مقرر کر سکتی ہے۔ مرکز سے منظوری حاصل کرنے کی ضرورت نہیں صرف اطلاع دے دینا کافی ہے۔

جماعت ہائے احمدیہ کوئٹہ

سیکرٹری تعلیم و تربیت:۔ مرزا منظم بیگ صاحب دفتر ڈائرکٹر فوڈ سپلائی ٹیکنیکل برانچ کوئٹہ

جماعت احمدیہ مڑیالہ وڑائچ

پریذیڈنٹ:۔ چوہدری محمد عمر صاحب احمدی مہاجر مڑیالہ وڑائچ ڈاکخانہ خاص ضلع و تحصیل گجرانوالہ
سیکرٹری تبلیغ و مال:۔ ملک محمد اسحٰق صاحب کشمیری

جماعت احمدیہ حافظ آباد

پریذیڈنٹ:۔ چوہدری لبشارت حیات صاحب حافظ آباد ضلع گجرانوالہ
جنرل سیکرٹری:۔ مرزا حبیب احمد صاحب " " "
سیکرٹری مال:۔ مولوی غلام احمد صاحب " " "
امین:۔ مولوی محمد مراد بخش صاحب " " "
آڈیٹر:۔ ماسٹر بشیر احمد صاحب " " "
سیکرٹری تبلیغ و تعلیم و تربیت:۔ میاں محمد مراد بخش صاحب
" امور خارجہ و امور عامہ:۔ مرزا حبیب احمد صاحب وکیل
" وصایا:۔ مولوی غلام احمد صاحب

(ناظر اعلیٰ)

عقبہ میں نازک صورت حال پیدا ہونے کا خطرہ

لندن ۱۷ مارچ ادھر برطانیہ کا رویہ قطعی خاموشی ہے۔ اور وہ اقوام متحدہ اور انیگلو شرق اردن کے معاہدہ میں معہ اپنے شریک کے اپنے وعدوں پر کاربند ہے ادھر عمان سے جو اطلاعات آج موصول ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ عقبہ کے قرب وجوار میں کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ ایک نامہ نگار نے تو یہاں لکھا ہے کہ "نازک صورت حال پیدا ہو جانے کا ڈر ہے۔ برطانوی فوجی قوت بھی وہاں ہے۔ کمک پہنچ جانے سے دوگنی سے زیادہ ہو گئی ہے

عقبہ کی اطلاعات خاموش صورت حال کی مظہر ہیں۔ نقب کے علاقہ میں گڑبڑ پیدا ہونے کے آثار بڑھ رہے ہیں۔

شرق اردن کے ترجمان یہودیوں پر الزام لگا رہے ہیں کہ انہوں نے ایسے وقت معاندانہ فوجی قدم اٹھایا ہے جبکہ اقوام متحدہ کے زیر اہتمام گفت وشنید جاری ہے۔ اس الزام کی روشنی میں یہ بات دلچسپی کا باعث ہے۔ کہ تل ابیب کی ایک اطلاع کے مطابق خلیج عقبہ پر فلسطینی ساحلی پٹی پر "اسرائیلی" قبضے کو اسرائیلی پریس بے کشت وخون کی فتح بتا رہا ہے۔

عمان میں یہ سمجھا جا رہا ہے کہ خلیج عقبہ کے قریب "اسرائیلی" افواج کا اجتماع کشیدگی کو اور زیادہ بڑھا دے گا اور برطانیہ۔ شرق اردن اور "اسرائیلی" افواج کے درمیان جو اس تیلی ساحلی پٹی پر جمع ہیں۔ جنگ کو ناگزیر کر دے گا۔ برطانوی افواج کو جو ہدایت دی گئی ہیں ان کی اطلاع "اسرائیلی" حکام کو دی گئی ہے تاکہ غیر متوقع حادثات کے خطرے کا سدباب ہو جائے (داستار)

بلغاریہ کے تارکِ وطن ترکی پہنچ رہے ہیں

انقرہ - ۱۷ مارچ - بلغاریہ سے جو تارک وطن ترکی کے شہر ادرنا اور کرک کلیسی پہنچ رہے ہیں وہ قتل وخون - فوج - کی انتہائی سفاکی اور آزاد کسانوں کو روسی طریقوں سے کچل دینے کی داستانیں سناتے ہیں۔

ترکی اخباری اطلاعات کے بعد کہ بلغاریہ میں ترکی کے خلاف پروپیگنڈا ہو رہا ہے۔ انقرہ میں بلغاریہ کے سفیر مسٹر پیچو بلینو Mr. Petcho Bleenoff نے ایک پریس انٹرویو میں بتایا کہ یہ اطلاعات غلط ہیں۔

انہوں نے کہا گو ترکی اور بلغاریہ قطعی مختلف عقائد پر قائم ہیں۔ لیکن یہ کوئی وجہ نہیں کہ دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم نہ ہوں۔ (داستار)

انتقال پُر ملال

جہلم ۱۷ مارچ :- بذریعہ تار معلوم ہوا ہے کہ مکرم جناب میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی جہلم میں انتقال فرما گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم موصی تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ اصحاب میں داخل تھے۔ احباب بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ (قمر الدین مولوی فاضل)

بحر الکاہل اور بحر ہند کے منطقائی معاہدے

لندن ۱۷ مارچ :- دائٹ ہال کی تسلی کے لئے آسٹریلیا کا وزیر دفاع مسٹر ڈیڈمین نے بحر الکاہل اور بحر ہند کے منطقائی معاہدوں پر جن خیالات - کا اظہار ... نی تقریر میں کیا ہے - وہ اُن کے ذاتی خیالات ہیں بہرحال یہاں اس کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ آسٹریلیا کو مشرقی جنوبی ایشیاء میں استحکام قائم رکھنے کے مسئلہ سے گہری اور مخصوص دلچسپی رکھتا ہے۔ اس بات کا حق ہے۔ کہ وہ دولت مشترکہ کے غور کے لئے جو تجویز چاہے پیش کرے۔ یہاں امر کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مشورے اور تجویز مختصر سے پریس کے تاروں میں پیش کئے گئے۔ تو ہندوستان میں اس سے بے چینی اور غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہندوستان جماعتی سیاست میں شریک نہیں ہونا چاہتا۔

گو وائٹ ہال خاموش ہے۔ لیکن یہ حقیقت سے بہت قریب ہے۔ کہ چار برطانوی نمائندوں کو جو ہدایت دی گئی تھی۔ اُن میں اس قسم کے منطقائی معاہدوں کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ جس امر کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ وہ غالباً باہمی اشتراک کا تھا۔ اور وہ بھی خصوصیت سے معاشی مسائل ہیں۔

مثلاً وائٹ ہال کو یہ کہنے میں جھجک محسوس نہیں ہوتی۔ کہ برما میں صورت حال کی بہتری ایک معاشی کارروائی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

بہرکیف آسٹریلیا اور کینیڈا دونوں جگہ جو قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں۔ ان کے مطابق برطانوی نمائندے۔ دولت مشترکہ کے قدیم ارکین کا نظر معلوم کرنے کا قصد رکھتے تھے۔ کہ ہندوستان کو جمہوریت بننے سے کس طرح روکا جا سکتا ہے۔ یہ واضح طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ مسٹر اٹیلی اور کابینہ کے ساتھیوں کا یہ خیال ہے۔ کہ مجلس دستور ساز کی قرارداد جمہوریت پر عمل درآمد کیا جائے گا۔

ہندوستانی جمہوریت اس لئے ایک مسئلہ نہیں ہے۔ کہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ اس سے دولت مشترکہ کے درمیان ایک رابطہ رکھنے میں رکاوٹ ہو جائے گی .... یہ بات ظاہر ہے کہ یہ اتنی بڑی گتھی ہے۔ کہ اس پر غور کرنے کے لئے دولت مشترکہ کے وزراء اعظم کو ایک گول میز کانفرنس میں شریک ہونا پڑے گا۔ اس کانفرنس کا قیام جنوب مشرقی ایشیا کی صورت حال کے باعث پیدا ہو گیا ہے۔ جس میں ہندو پاکستان کا بر کوچک کمیونزم کی دھمکیوں کے برخلاف ایک زبردست قلعہ کی حیثیت سے کھڑا ہوا ہے۔ (داستار)

روسی کابینہ میں ردّ و بدل

معاہدہ اوقیانوس پر جوابی کارروائی

لندن ۱۷ مارچ :- ماسکو کی کابینہ میں رد و بدل کو معاہدہ اوقیانوس اور جمہوریتوں کی دوسری دفاعی تیاریوں کے جواب میں نہایت اہم سیاسی قوتوں کا اجتماع بتایا جا رہا ہے

اخباروں کی قیاس آرائی اس بات پر زور دے رہی ہے۔ کہ ریاست کے پلاننگ کمیشن کے صدر ایم نکولائی وزنیسنسکی کی تبدیلی کو جسے وہ کریملن کے قریب ترین دائرے کے رکن بنائے جاتے ہیں جن کا تعلق اسلحہ کی تیاری اور اُن کی اسکیم بنانے سے ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ اُن کو بھی ایم مالوٹوف اور ایم میکیسی ین کے ساتھ دوسرے اہم اور زیادہ ضروری کاموں میں شریک کر لیا گیا ہے (داستار)

درخواستہائے دعا

میری لڑکی دس بارہ مہینے سے بیمار ہے اب زیادہ کمزور ہو گئی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں (عبد الدین احمدی) فیض اللہ چک ضلع گورداسپور

۲- عزیز نعیم احمد تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ سے میٹرک کے امتحان میں شامل ہو رہا ہے اور عزیز مبارک احمد احمد نگر سے۔ احباب ہر دو عزیزان و دیگر طلباء کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (حاجی) محمد الدین (تہال) درویش قادیان

خواجہ عبدالرحیم کی انکوائری کا تیسرا دن

(زیر تعطل)

ہمارے نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

تیسرا دن

لاہور ۱۷ مارچ - آج سپیشل ٹریبونل کے روبرو خواجہ عبدالرحیم کی انکوائری ٹھیک ۱۰ بجے پھر شروع ہوئی۔ سب سے پہلے خواجہ عبدالرحیم کمشنر (زیر تعطل) کے سابق سٹینوگرافر محمد افضل خاں کی شہادت ہوئی - بجواب ہیڈ یکل برانچ پرول سکرٹریٹ مغربی پنجاب میں اسسٹنٹ کے طور پر کام کرتے ہیں۔

محمد افضل خان نے بیان کیا کہ میں ۲ دسمبر ۱۹۴۸ء سے لے کر ۲۸ جنوری ۱۹۴۹ء تک خواجہ عبدالرحیم کا سٹینوگرافر رہا ہوں۔ خواجہ صاحب کرسمس کی تعطیلات میں چیف سکرٹری کے طور پر کام کرتے تھے۔ ۲۵ یا ۲۶ جنوری کو میں خواجہ صاحب کے کہنے پر گزٹ برانچ کے سپرنٹنڈنٹ کو راجہ حسن اختر کی پرسنل فائل کے ہمراہ بلا کر لایا آپ نے مجھے مرکز کی طرف ایک چٹھی ۲۳ جنوری کو لکھائی اور پھر وہی چٹھی ترمیم شدہ صورت میں ۲۴ جنوری کو پھر الشوع برانچ سے عبدالرحمٰن کی وساطت سے خفیہ نمبر ترسیل حاصل کیا گیا۔ خواجہ صاحب نے وہ نمبر ۲۵۶ اور ۲۵ جنوری کی تاریخ چٹھی پر مجھے ڈلسنے کو کہا۔ پھر میں نے خواجہ صاحب کی ہدایت پر دونوں فائلیں اور وہ چٹھی لفافے میں ڈال کر سربمہر کر دی اور بذریعہ رجسٹرڈ ایرمیل غلام احمد پریذیڈنٹ کو بھیجدی۔ پانچ کی بجائے ۲۳ تاریخ خواجہ صاحب کی ہدایت کے ماتحت ڈالی گئی تھی وزیراعظم سرحد والے ریمارک اپنے متعلق خواجہ صاحب نے مجھے ۲۳ جنوری کو لکھائے تھے اور راجہ حسن اختر پیر احسن الدین اور خواجہ عبدالرحیم کے متعلق وزیراعظم مغربی پنجاب کے ریمارک پیر احسن الدین نے ۲۴ تاریخ کو لکھائے تھے۔ میری اپنی نوٹ بکیں خواجہ صاحب ہی کے پاس ہیں۔ جب میں ڈھونڈنے گیا تو وہ دراز میں نہیں ملیں۔ خواجہ صاحب نے کہا مجھے ان کا کوئی علم نہیں۔ میری نوٹ بکس میں وہ چٹھیاں ایسی ہیں جو خواجہ صاحب نے مجھے پاکستان کیمیکل انڈسٹریز کی طرف سے مختلف فرموں اور افراد کو لکھائیں - ۲۶ جنوری کو ایک خط میاں امیر الدین کو بھی لکھایا - میاں امیر الدین خواجہ صاحب کے خسر ہیں اور صلاح الدین ان کے سالے - خواجہ غلام مرتضیٰ کے نام بھی چٹھی لکھائی تھی - جو خواجہ صاحب کے بھائی ہیں۔

جرح - جرح کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے محمد افضل خان نے کہا چٹھی لکھانے کے بعد سربمہر کر دی گئی تھی اور میں دو دن بعد پیر احسن الدین کو دے آیا تھا - مجھے بعض تاریخ اچھی طرح یاد ہے پہلے بیان کے وقت میں نے اپنی کاپیاں یونہی مطلب کی نقلیں دیں۔ مجھے اپنی یادداشت پر اعتماد تھا اور ہے وہ بیان فروری میں لیا گیا تھا۔

ایک سوال کے جواب میں کہا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں کاپیاں دیکھے بغیر اصل تاریخ بتا نہیں سکتا۔

س - نوٹ بکوں کے متعلق آپ کا خیال تھا کہ وہ گم ہو گئی ہیں یا خواجہ صاحب کے پاس ہیں۔

جواب - میرا خیال تھا کہ وہ خواجہ صاحب کے پاس ہی ہیں

س - جس میز میں کاپیاں تھیں اسکو تالا لگا ہوا تھا -

ج - نہیں - وہ دراز تالے والی تھی ہی نہیں

صدیق احمد درّانی

محمد افضل خاں کے بعد انڈر سکرٹری پولیٹیکل کے سٹینو صدیق احمد درّانی کی شہادت قلمبند کی گئی جس نے بتایا کہ وہ دسمبر اور جنوری میں ممدوٹ والا میں بطور سٹینوگرافر کام کرتے تھے۔ کرسمس میں جب پیر احسن الدین کراچی سے لوٹے تو انہوں نے مجھے کہا کہ میں خواجہ عبدالرحیم کی پرسنل فائل انہیں بھیجدوں - لیکن اس میں سے فنانشل کمشنر اور ہز ایکسی لینسی گورنر کے ریمارک روک لوں میں نے ایسا ہی کیا۔ دو ایک دن بعد راجہ حسن اختر کی فائل بھی خواجہ صاحب کو دے دی تھی۔ خواجہ صاحب نے فائل دیکھکر کہا تھا کہ یہ نامکمل کیوں ہے۔ میں نے کہا مجھے کچھ علم نہیں - جن دنوں میں پیر صاحب کراچی تھے۔ خواجہ صاحب نے مجھے اپنی فائل کے متعلق پوچھا تھا لیکن میں نے ٹال دیا کیونکہ مجھے اپنے افسر کا کوئی حکم نہ تھا۔ میں نے راجہ حسن اختر - خواجہ عبدالرحیم اور پیر احسن الدین کے ریمارکس ٹائپ کئے تھے۔ لیکن خواجہ صاحب کے متعلق یہ جو ریمارکس مجھے دکھائے جا رہے ہیں یہ میرے ٹائپ کردہ نہیں ہیں۔

جرح میں نہیں کہہ سکتا کہ پیر احسن الدین نے مجھے یہ فائل کیوں رکھنے کو کہا تھا - لیکن یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے مجھے فنانشل کمشنر اور گورنر دونوں کے ریمارک روکنے کے لئے کہا تھا -

س - وہ تو اپنے بیان میں کہہ گئے ہیں کہ میں نے صرف گورنر کے ریمارک روکنے کو کہا تھا۔

جواب - وہ بھول گئے ہوں گے۔

چودھری عبدالرحمان

محمد افضل خاں کے بعد گزٹ برانچ کے سپرنٹنڈنٹ عبدالرحمٰن چوہدری نے آکر عدالت کو بتایا کہ میں نے ۲۷-۲۸ دسمبر کو راجہ حسن اختر کی فائل خواجہ عبدالرحیم کو دی تھی - انہوں نے جب اپنی پرسنل فائل مانگی تو میں نے بتایا وہ وزیراعظم کے پاس ہے - انہوں نے مجھ سے یہ بھی پوچھا تھا کہ اگر راجہ حسن اختر ریٹائر ہونا چاہیں تو کیا رولز ہوں گے۔

جرح جرح کے دوران میں ملزم کے وکیل مسٹر سلیم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے چوہدری عبدالرحمٰن نے کہا مجھے خواجہ عبدالرحیم نے بتایا کہ وہ تین افسروں کا کیس مرکز کو بھیج رہے ہیں۔ شہادت کے دوران ہی میں وکیل ملزم نے چوہدری عبدالرحمٰن کے خفیہ نمبر ترسیل وغیرہ لاکر دینے کو تسلیم کر لیا۔

غیاث الدین احمد

اس کے بعد شہادت کے کٹہرے میں آکر گورنر کے سیکرٹری مسٹر غیاث الدین نے بتایا کہ مرکز کو تین افسروں کے متعلق کوئی چٹھی بھیجی گئی ہے۔ اس بات کا علم گورنر صاحب کو ۱۰ جنوری کو ہوا اور کہ ان فائلوں میں سے بعض ضروری کاغذات روک لئے گئے ہیں۔ وہ تین نام یہ تھے۔ راجہ حسن اختر۔ پیر احسن الدین اور خواجہ عبدالرحیم چنانچہ گورنر نے مجھے کہا کہ میں سی۔ آئی۔ ڈی کے ڈی آئی۔ جی اور چیف سیکرٹری کو بلاؤں ۱۱ جنوری کو پیر احسن الدین میرے دفتر میں آئے۔ اور انہوں نے مجھے بتایا کہ چیف سیکرٹری نے مجھے ان کے پاس بعض کاغذات دو آنے کے لئے بھیجا ہے۔ میں نے ان سے وہ کاغذات (جو تین کاغذات ریمارک ایک لائل پور والی انکوائری کی فائل اور بعض کھلے نوٹس پر مشتمل تھے) گورنر صاحب کو دے دیئے جس پر انہوں نے کہا۔ کہ بعض ضروری کاغذات ابھی باقی ہیں۔ میں ان کے متعلق بھی پیر احسن الدین سے کہوں۔ چنانچہ پیر صاحب نے میرے کہنے پر ممدوٹ ولا سے وہ کاغذات منگوا کر مجھے بھیجے میں نے جونہی وہ کاغذات گورنر صاحب کے روبرو پیش کئے مجھے حکم ملا کہ میں اس سارے واقعہ کی اطلاع وزیر اعظم پاکستان کے نوٹس میں بوساطت سیکرٹری لاؤں۔ اور وہ نامکمل فائل بھی منگواؤں چنانچہ وزیر اعظم پاکستان کے سیکرٹری نے کہا کہ وہ لاہور آتے ہوئے اپنے ساتھ ہی وہ فائل لیتے آئیں گے۔ اور وہ لے آئے۔ ملزم کے وکیل نے کوئی جرح نہ کی۔

ایم۔ اے منصوری

اس کے بعد ٹیلیفون کے محکمے کے اکاؤنٹس افسر مسٹر ایم۔ اے منصوری نے عدالت کے روبرو آکر بیان کیا کہ یکم نومبر ۱۹۴۸ء سے لے کر ۳۱ دسمبر ۴۹ء کالز کی گئیں - جن کی اجرت ۳ ہزار چھ سو اسی روپے ۹ آنے تھی۔ جو حکومت نے کتابی اندراج کے ذریعہ ادا کی۔ یکم جنوری ۱۹۴۸ء سے لے کر ۳۰ جون تک ۶۸۴ کالز کی گئی تھیں۔ جن کی اجرت -/۸/۲۰۵۷ ہے۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء سے لے کر ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء تک ۱۲۶ کالز ۵۶/۱۰/- آنے کی کی گئیں (مسٹر سلیم نے یہاں بعض کالز کا دیا جانا اور ان کا بل ادا نہ کرنا تسلیم کیا۔) عدالت کے ایک سوال کے جواب میں مسٹر منصوری نے کہا کہ مغربی پنجاب کے کمشنر کو کالز کرنے کے معاملے میں کسی قسم کی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ اور کمشنر اس حق کو استعمال نہیں کر سکتا۔ وہ جلدی اور بہت جلدی والی کالز کا حق حاصل نہیں کر سکتا۔

اس مرحلے پر شیخ بدیع الزمان کیکاؤس نے بلوں کی قیمت پر کوئی سوال کرنا چاہا۔ لیکن عدالت نے یہ کہہ کر مداخلت کی کہ جب آپ نے کوئی پائی تک ادا نہیں کی۔ تو ان اعتراضات کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ صرف وہ سوال کیجئے - جو آپ کو فائدہ پہونچا سکے۔ عدالت کے سوال پر کہ جب کمشنر کو یہ حق فوقیت حاصل نہیں تھا۔ تو جس اوپریٹر نے اپنے فرائض کی ادائیگی اچھی طرح نہیں کی اس کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی۔

منصوری صاحب نے جواب دیا نہیں۔

سید فدا حسین چیف سیکرٹری

سید فدا حسین چیف سیکرٹری نے کہا مجھے گورنر صاحب نے دس جنوری کو بلایا تھا۔ اور مجھے اس واقعہ کا پتہ چلا۔ اگلے دن میں نے اس واقعہ کا ذکر پیر صاحب سے کر کے کہا کہ وہ اپنی پوزیشن بتانے کے بعد مطلوبہ کاغذات گورنر کے پاس پہونچا دیں۔ محمد افضل خان نے ۱۲ فروری کو جو بیان دیا تھا۔ وہ نوٹ بکیں تلاش کرنے کے لئے جانے سے پہلے دیا تھا۔ میں ۲۴ سے ۲ جنوری تک لاہور سے باہر رہا۔ اور تین جنوری کو اپنے کام پر آگیا تھا میری جگہ رحیم صاحب کام کرتے تھے۔ ۵ جنوری کو خواجہ رحیم کو حق نہ تھا۔ کہ میری بجائے دستخط کریں۔ اور نہ ہی ان کو کوئی اختیار دیا گیا تھا۔ آپ نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ ہمارے سابق وزیر اعظم بعض کاغذات کو جلدی نہ نکالتے تھے۔ خواجہ رحیم وزیر اعظم کے کاموں میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ دونوں کے آپس میں دوستانہ مراسم تھے۔ میرا دفتر پرسنل فائلوں کے متعلق وزیر اعظم کو یاددہانی کراتا رہا ہے۔

روڈز کے مذاکرات میں شرق اردن کے صحیفہ نگار

عمان ۱۷ مارچ - عارضی صلح کے مذاکرات میں شرکت کرنے کے لئے شرق اردن کے دو صحیفہ نگار بذریعہ ہوائی جہاز روڈز کے لئے روانہ ہو گئے۔ (اسٹار)